



اردو کی داستان



ہندوی سے ڈیجیٹل دور تک

منتظم عاصی

پریس نوٹس

منتظم عاصی

تعارف

منتظم عاصی

انتساب

بنام رفقاں

فہرست

۱	بسم اللہ	1
۳	ٹائٹل	2
۴	پریس نوٹس	3
۵	تعارف	4
۶	انتساب	5
۷	فہرست	6
۸	مقدمہ	7
۱۲	دباچہ	8
۱۶	اپنی بات	9
۱۹	تبصرہ	10
۲۱	اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ	11
۶۷	اردو کی داستان	12
۷۳	اظہار تشکر	13

مقدمہ

اردو زبان کی تاریخ محض الفاظ، قواعد اور شاعری کی تاریخ نہیں بلکہ یہ برصغیر کی تہذیب، انسان، معاشرت، روحانیت، سیاست، محبت، درد، ہجرت، تصوف، علم اور اجتماعیت کی مکمل داستان ہے۔ یہ وہ زبان ہے جس نے صدیوں کے سفر میں کئی تہذیبوں کی خوشبو اپنے اندر سمیٹی، کئی سلطنتوں کے عروج و زوال دیکھے، صوفیوں کی خانقاہوں میں پرورش پائی، بازاروں میں پروان چڑھی، درباروں میں وقار حاصل کیا، گلیوں میں عوامی زبان بنی اور پھر دنیا کے بڑے ادبی افق پر اپنی الگ شناخت قائم کی۔

اردو کا وجود کسی ایک قوم، نسل، مذہب یا خطے کی دین نہیں۔ یہ زبان دراصل برصغیر کی اجتماعی تہذیبی شعور کی پیداوار ہے۔ اس کے دامن میں عربی کی فصاحت، فارسی کی نزاکت، ترکی کی روانی، ہندی کی مٹھاس، پنجابی کی سادگی، برج بھاشا کی لطافت اور دکن کی خوشبو سب جمع ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو صرف ایک زبان نہیں بلکہ تہذیبی اشتراک کی زندہ علامت ہے۔

یہ کتاب ”اردو لغت اور شاعری کی تاریخ“ اسی طویل تہذیبی سفر کی ایک جامع اور غیر جانب دارانہ تصویر پیش کرنے کی کوشش ہے۔ اس میں اردو کی پیدائش سے لے کر اس کے جدید ڈیجیٹل دور تک کے تمام اہم مراحل کو تاریخی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری صرف واقعات نہ پڑھے بلکہ اردو کی روح کو بھی محسوس کر سکے۔

اس کتاب میں اردو کے ابتدائی نقوش سے لے کر امیر خسرو، ولی دکنی،

میر، سودا، غالب، اقبال، فیض، پروین شاکر اور جدید دور کے شعرا تک کے ادبی سفر کو بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اردو لغت سازی کی تاریخ، علمی و ادبی اداروں کی خدمات، نشر کی ترقی، صحافت، تنقید، ناول، افسانہ، جدید نظم، ترقی پسند تحریک، مابعد جدید ادب اور ڈیجیٹل اردو جیسے موضوعات کو بھی تفصیل سے شامل کیا گیا ہے۔

اردو کی سب سے بڑی خوبی یہ رہی ہے کہ اس نے ہر دور میں اپنے ماحول سے رشتہ قائم رکھا۔ صوفیوں کے دور میں یہ روحانیت کی زبان بنی، مغل دور میں تہذیب و شائستگی کی علامت بنی، آزادی کی تحریک میں مزاحمت کی آواز بنی، تقسیم ہند کے بعد درد اور ہجرت کی علامت بنی، اور آج ڈیجیٹل دور میں دنیا بھر کے اردو بولنے والوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔

اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ کو کسی تعصب، لسانی برتری یا نظریاتی شدت کے بغیر پیش کیا جائے۔ اردو کی تاریخ صرف مسلمانوں کی تاریخ نہیں، نہ صرف ہندوؤں کی، نہ صرف کسی خاص طبقے کی؛ بلکہ یہ ان تمام لوگوں کی مشترکہ میراث ہے جنہوں نے اس زبان کو بولنے، لکھنے، سننے اور سمجھنے کے قابل بنایا۔ اردو کے دامن میں میر بھی ہیں، پریم چند بھی؛ غالب بھی ہیں، فراق بھی؛ اقبال بھی ہیں، کرشن چندر بھی؛ فیض بھی ہیں، بیدی بھی۔ یہی اس زبان کی اصل خوبصورتی ہے۔

اردو کی لغت سازی پر خصوصی توجہ اس لیے دی گئی ہے کہ زبان کی اصل طاقت اس کے الفاظ ہوتے ہیں۔ ”فرہنگِ آصفیہ“، ”نور اللغات“، ”اردو لغت“ تاریخی اصول پر ”اور جدید ڈیجیٹل لغات“ نے اردو کو صرف ادبی زبان نہیں رہنے دیا بلکہ اسے علمی، سائنسی اور عالمی سطح پر قابل استعمال بنایا۔ اس کتاب میں ان

تمام لغات اور ان کے مصنفین کی خدمات کو بھی مناسب جگہ دی گئی ہے تاکہ قاری اردو کے علمی ارتقاء کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔

موجودہ دور میں جب زبانیں سیاسی، تجارتی اور ڈیجیٹل دباؤ کا شکار ہیں، اردو کا مستقبل بھی کئی سوالات سے گھرا ہوا ہے۔ ایک طرف نئی نسل میں انگریزی کا بڑھتا رجحان ہے، دوسری طرف سوشل میڈیا نے اردو کو نئی زندگی بھی دی ہے۔ آج اردو صرف کتابوں تک محدود نہیں بلکہ موبائل، یوٹیوب، مصنوعی ذہانت، ویب سائٹس اور عالمی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز تک پہنچ چکی ہے۔ یہ تبدیلی اردو کے لیے ایک چیلنج بھی ہے اور ایک موقع بھی۔

یہ کتاب کسی حتمی دعوے کے ساتھ نہیں لکھی گئی بلکہ ایک علمی سفر کے طور پر مرتب کی گئی ہے۔ تاریخ کے بہت سے گوشے ایسے ہیں جن پر مزید تحقیق کی ضرورت باقی ہے۔ بعض شعرا کے سنین حیات میں اختلافات ہیں، بعض ابتدائی لغات کے نسخے مکمل دستیاب نہیں، اور اردو کی ابتدا کے حوالے سے مختلف نظریات موجود ہیں۔ ان تمام اختلافات کو ممکن حد تک متوازن انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قاری خود بھی غور و فکر کر سکے۔

یہ کتاب ان قارئین کے لیے لکھی گئی ہے جو اردو کو صرف ایک زبان کے طور پر نہیں بلکہ ایک تہذیب، ایک روایت اور ایک فکری ورثے کے طور پر سمجھنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ کتاب اردو کے کسی طالب علم، محقق، شاعر، قاری یا عام انسان کے دل میں اپنی زبان کے لیے محبت اور شعور پیدا کر سکے تو یہی اس کی کامیابی ہوگی۔

اردو کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ یہ زبان آج بھی سفر میں ہے، بدل رہی ہے، نئی شکلیں اختیار کر رہی ہے، نئے لفظ پیدا کر رہی ہے اور نئی نسلوں سے اپنا

رشتہ قائم کر رہی ہے۔ یہی زندہ زبانوں کی علامت ہوتی ہے۔
 یہ مقدمہ اسی امید کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ اردو آنے والے
 زمانوں میں بھی علم، ادب، تہذیب اور انسانی ربط کی ایک روشن زبان کے طور پر
 زندہ رہے گی۔

منتظم عاصی مالیکاؤں
 اردو ادب ولا

دباچہ

زبانیں صرف بولنے کا ذریعہ نہیں ہوتیں بلکہ وہ قوموں کی تاریخ، تہذیب، جذبات، خوابوں اور شعور کی امین ہوتی ہیں۔ دنیا کی ہر بڑی زبان کے پیچھے ایک طویل تہذیبی داستان موجود ہوتی ہے اور اردو بھی انہی زندہ زبانوں میں شامل ہے جنہوں نے صدیوں کے سفر میں اپنے وجود کو قائم رکھا۔ اردو کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ہمیشہ مختلف تہذیبوں، نسلوں اور فکر کے دھاروں کو اپنے اندر جذب کیا اور انہیں ایک مشترکہ اظہار عطا کیا۔

یہ کتاب اردو زبان، اردو لغت اور اردو شاعری کے آٹھ سو سالہ سفر کا ایک جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ اردو کے ارتقاء کو محض ادبی زاویے سے نہیں بلکہ تاریخی، سماجی، تہذیبی اور فکری پس منظر کے ساتھ سمجھا جائے۔ اردو کی کہانی دراصل برصغیر کے انسان کی کہانی ہے، اس کے دکھ سکھ کی کہانی ہے، اس کی محبتوں، ہجرتوں، جنگوں، خوابوں اور امیدوں کی کہانی ہے۔

اردو کا آغاز کسی مخصوص دن یا حکم سے نہیں ہوا۔ یہ ایک تدریجی عمل کا نتیجہ تھی۔ مختلف علاقوں، قوموں اور زبانوں کے میل جول نے اس زبان کو پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں ایک طرف عربی کی علمی وسعت ملتی ہے تو دوسری طرف فارسی کی شعری لطافت؛ ایک طرف مقامی بولیوں کی سادگی ہے تو دوسری طرف صوفیانہ فکر کی گہرائی۔ اس امتزاج نے اردو کو ایک ایسی زبان بنایا جو ہر طبقے کے انسان کے دل تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس کتاب میں اردو کے ابتدائی دور سے لے کر جدید ڈیجیٹل عہد تک کے اہم ادوار کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ قاری ہر دور کی فکری، ادبی اور لسانی خصوصیات کو واضح طور پر سمجھ سکے۔ امیر خسرو سے لے کر ولی دکنی، میر، سودا، غالب، اقبال، فیض، راشد، پروین شاکر اور جدید دور کے شعرا تک اردو شاعری کے مختلف رنگ اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں۔

شاعری اردو کی سب سے مضبوط ادبی روایت رہی ہے۔ اردو غزل نے دنیا بھر میں اپنی الگ پہچان قائم کی۔ میر کے درد، غالب کی فکر، اقبال کی خودی، فیض کے انقلاب اور پروین شاکر کے نسوانی احساسات نے اردو شاعری کو مسلسل نئے زاویے عطا کیے۔ اس کتاب میں ان شعرا کی خدمات کو تاریخی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری یہ دیکھ سکے کہ اردو شاعری کس طرح مختلف ادوار میں بدلتی رہی۔

اسی طرح اردو نثر کا سفر بھی نہایت اہم ہے۔ فورٹ ولیم کالج کی ابتدائی نثر سے لے کر سرسید کی اصلاحی تحریک، پریم چند کی حقیقت نگاری، منٹو کے افسانے، بانو قدسیہ کے ناول اور جدید ڈیجیٹل تحریروں تک اردو نثر نے بھی مسلسل ترقی کی۔ اس کتاب میں نثر کے اس سفر کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

لغت سازی کے باب کو اس کتاب میں خصوصی اہمیت دی گئی ہے کیونکہ زبان کی بقا اس کے الفاظ اور ان کی حفاظت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اردو لغات نے نہ صرف زبان کو محفوظ کیا بلکہ اسے علمی اور تحقیقی بنیاد بھی فراہم کی۔ ”فرہنگ آصفیہ“، ”نور اللغات“، ”علمی اردو لغت“ اور ”اردو لغت تاریخی اصول پر“ جیسی لغات اردو زبان کے علمی سرمایے کا حصہ ہیں۔ ان لغات کے مرتبین نے برسوں

کی محنت سے اردو الفاظ کی تحقیق کی اور انہیں محفوظ کیا۔ اس کتاب میں ان تمام اہم لغات اور ان کے پس منظر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

یہ کتاب کسی مخصوص نظریے یا ادبی مکتب کی ترجمان نہیں بلکہ اردو کی مجموعی تاریخ کو غیر جانب دارانہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش ہے۔ اردو کی تاریخ میں مختلف نظریات، تحریکیں اور ادبی رجحانات سامنے آئے۔ کہیں کلاسیکی ادب غالب رہا، کہیں ترقی پسند تحریک نے اثر ڈالا، کہیں جدیدیت اور مابعد جدیدیت نے نئی بحثیں پیدا کیں۔ اس کتاب میں ان تمام رجحانات کو متوازن انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری خود اپنی رائے قائم کر سکے۔

موجودہ دور میں اردو ایک نئے امتحان سے گزر رہی ہے۔ ایک طرف ڈیجیٹل دنیا نے اردو کو عالمی سطح پر پھیلایا ہے، دوسری طرف نئی نسل کے بدلتے رجحانات زبان کے لیے چیلنج بھی بن رہے ہیں۔ سوشل میڈیا، مصنوعی ذہانت، آن لائن لغات، یوٹیوب اور موبائل ایپس نے اردو کے استعمال کے انداز کو مکمل طور پر بدل دیا ہے۔ اب اردو صرف کتابوں یا مشاعروں تک محدود نہیں بلکہ ڈیجیٹل اسکرینوں پر زندہ ہے۔ اس کتاب میں اردو کے اس نئے سفر کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری زبان کی موجودہ صورت حال کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔

یہ کتاب بنیادی طور پر ان قارئین، طلبہ، محققین اور ادب دوست افراد کے لیے مرتب کی گئی ہے جو اردو کے مکمل تاریخی اور ادبی سفر کو ایک جگہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ زبان علمی ہونے کے باوجود مشکل نہ ہو تاکہ عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے۔

اردو کی اصل طاقت اس کی وسعت، برداشت اور تہذیبی ہم آہنگی میں ہے۔ یہ زبان صدیوں سے مختلف ثقافتوں کو جوڑتی آئی ہے۔ آج بھی اگر اردو کو

خلوص، تحقیق اور محبت کے ساتھ آگے بڑھایا جائے تو یہ نہ صرف زندہ رہے گی بلکہ آنے والے زمانوں میں مزید مضبوط ہوگی۔

یہ دیا چہ اسی احساس کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ اردو صرف ماضی کی زبان نہیں بلکہ مستقبل کی بھی ایک اہم زبان ہے۔

منتظم عاصی مالیکاؤں
اردو ادبِ ولا

اپنی بات

اردو زبان سے میرا تعلق محض ایک قاری یا لکھنے والے کا تعلق نہیں بلکہ ایک تہذیبی وابستگی کا تعلق ہے۔ اردو ان چند زبانوں میں سے ہے جنہوں نے انسان کے دل کے سب سے نرم گوشوں کو بھی لفظ عطا کیے اور فکر کے سب سے مشکل سوالات کو بھی بیان کرنے کی صلاحیت پیدا کی۔ جب میں نے اردو کی تاریخ، شاعری اور لغت کے سفر کو ایک جگہ جمع کرنے کا ارادہ کیا تو اندازہ ہوا کہ یہ محض ایک ادبی موضوع نہیں بلکہ صدیوں پر پھیلی ہوئی ایک تہذیبی دنیا ہے۔

اردو کی سب سے بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اس نے کبھی تنگ نظری کو قبول نہیں کیا۔ اس زبان میں صوفی بھی بولتا ہے، فلسفی بھی، عاشق بھی، مزدور بھی، درویش بھی اور عام انسان بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو صرف اشرافیہ کی زبان نہیں رہی بلکہ عام لوگوں کے جذبات کی زبان بن گئی۔ اس میں بازار بھی ہے، خانقاہ بھی، دربار بھی اور گلی کوچوں کی زندگی بھی۔

اس کتاب کو مرتب کرتے وقت سب سے اہم بات جس کا خیال رکھا گیا وہ غیر جانب داری تھی۔ اردو کی تاریخ میں مختلف نظریات، تحریکیں اور ادبی مکاتب فکر موجود ہیں۔ بعض لوگ اردو کو صرف ایک مذہبی زبان کے طور پر پیش کرتے ہیں، بعض صرف ایک سیاسی زبان کے طور پر، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اردو ان تمام دائروں سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اردو کا دامن اتنا کشادہ ہے کہ اس میں میر کا درد بھی سما جاتا ہے اور پریم چند کی حقیقت نگاری بھی، غالب کی فکر بھی جگہ پاتی ہے اور فیض کا انقلاب بھی۔

اس کتاب میں کوشش کی گئی کہ اردو کے سفر کو جذباتی نعروں کے بجائے تاریخی حقائق کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اردو کی ابتدا کے حوالے سے مختلف نظریات موجود ہیں۔ بعض ماہرین اسے دہلی کی پیداوار کہتے ہیں، بعض دکن کو اس کی اصل بنیاد قرار دیتے ہیں، بعض ہندوی کو اس کا پہلا روپ مانتے ہیں۔ ان تمام آراء کو سامنے رکھتے ہوئے ایک متوازن تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شاعری کے باب میں بھی یہی کوشش رہی کہ صرف مشہور ناموں تک محدود نہ رہا جائے بلکہ مختلف ادوار کے اہم شعرا کا ذکر کیا جائے۔ اردو شاعری صرف چند یوانوں کا نام نہیں بلکہ یہ صدیوں کی اجتماعی فکری میراث ہے۔ میر، سودا، درد، غالب، اقبال، فیض، راشد، پروین شاکر، جون ایلیا، احمد فراز اور بے شمار دوسرے شعرا نے اس زبان کو اپنے اپنے انداز میں وسعت دی۔

اردو لغت سازی کا موضوع بھی نہایت اہم ہے کیونکہ زبان صرف شاعری سے زندہ نہیں رہتی بلکہ اپنے علمی نظام سے بھی زندہ رہتی ہے۔ ”فرہنگ آصفیہ“، ”نور اللغات“ اور ”اردو لغت تاریخی اصول پر“ جیسے منصوبے اردو کے علمی سرمائے کی بنیاد ہیں۔ اگر یہ لغات مرتب نہ ہوتیں تو شاید اردو کا بڑا حصہ ضائع ہو جاتا۔ لغت دراصل زبان کی یادداشت ہوتی ہے اور یہی یادداشت قوموں کے علمی شعور کو محفوظ رکھتی ہے۔

آج اردو ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ سوشل میڈیا نے اسے عام آدمی تک پہنچا دیا ہے۔ اب ایک نوجوان شاعر چند لمحوں میں اپنی غزل دنیا بھر تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ سطحی تحریروں، غلط زبان اور عارضی مقبولیت کا رجحان بھی بڑھا ہے۔ یہ اردو کے لیے ایک امتحان ہے۔ زبان کی اصل طاقت صرف تعداد میں نہیں بلکہ معیار میں ہوتی ہے۔ اگر تحقیق، مطالعہ اور

علمی دیانت باقی رہے تو اردو کا مستقبل روشن ہے۔
مجھے یقین ہے کہ اردو کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ صرف زبان نہیں بلکہ
جذبات، تہذیب اور اجتماعی یادداشت کا نام ہے۔ جب تک اس خطے میں محبت،
درد، خواب، شعر، موسیقی اور انسانی احساس باقی ہیں، اردو بھی باقی رہے گی۔

منتظم عاصی مالیکاؤں
اردو ادبِ ولا

تبصرہ

”اردو لغت اور شاعری کی تاریخ“ محض ایک تاریخی یا ادبی مجموعہ نہیں بلکہ اردو کے تہذیبی سفر کی ایک جامع دستاویز ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اردو کو کسی ایک زاویے سے نہیں بلکہ مجموعی تہذیبی اور فکری تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کا آغاز اردو کی ابتدائی تشکیل سے ہوتا ہے جہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اردو کسی ایک قوم یا طبقے کی زبان نہیں بلکہ مختلف تہذیبوں اور زبانوں کے اشتراک سے پیدا ہوئی۔ یہی نکتہ اردو کی اصل روح کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب میں دکن، دہلی، لکھنؤ، علی گڑھ، لاہور اور جدید ڈیجیٹل دنیا تک اردو کے مختلف مراکز کا ذکر ایک تاریخی تسلسل کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ادبی اعتبار سے کتاب کی اہمیت اس بات میں ہے کہ اس میں کلاسیکی اور جدید دونوں ادوار کو متوازن انداز میں شامل کیا گیا ہے۔ میر اور غالب کے ساتھ ساتھ اقبال، فیض، راشد، پروین شاکر اور جدید شعرا کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ اس سے قاری کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اردو شاعری صرف ماضی کا سرمایہ نہیں بلکہ آج بھی ایک زندہ روایت ہے۔

لغت سازی کے حوالے سے کتاب کا مواد خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ اردو زبان پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں شاعری اور نثر تک محدود رہتی ہیں، مگر اس کتاب میں لغات، لغت نویسوں اور لسانی تحقیق کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ ”فرہنگِ آصفیہ“، ”نور اللغات“ اور دیگر لغات کا ذکر اردو کے علمی ارتقاء کو سمجھنے

میں مدد دیتا ہے۔

اس کتاب کی ایک اور اہم خوبی اس کی غیر جانب داری ہے۔ اردو کی تاریخ میں مختلف سیاسی اور لسانی تنازعات موجود رہے ہیں، مگر اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ ان معاملات کو تعصب سے پاک انداز میں پیش کیا جائے۔ یہی علمی دیانت کسی بھی تحقیقی کام کی اصل طاقت ہوتی ہے۔

تاہم، اتنے وسیع موضوع پر کام کرتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ ہر شاعر، ہر کتاب یا ہر لغت کی مکمل تفصیل ایک ہی مجموعے میں آ سکے۔ بعض ادوار اور شخصیات پر مزید تحقیق کی گنجائش باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ایک حتمی دستاویز کے بجائے ایک جامع علمی سفر کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

مجموعی طور پر یہ کتاب اردو زبان، لغت اور شاعری کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے ایک مفید اور اہم کوشش ہے۔ یہ نہ صرف ادب کے طلبہ اور محققین کے لیے کارآمد ہے بلکہ عام قاری کو بھی اردو کے تہذیبی سفر سے جوڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر اس کتاب کے ذریعے نئی نسل میں اردو کے لیے محبت، تحقیق اور سنجیدہ مطالعے کا جذبہ پیدا ہو سکے تو یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

منتظم عاصی مالیگاؤں

اردو ادب ولا

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

اردو کی پیدائش، ابتدائی ارتقاء اور ابتدائی شعری دور (1200ء تا 1600ء)

اردو زبان کا آغاز (تاریخی پس منظر)

اردو زبان کسی ایک دن یا ایک علاقے میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ ہند آریائی، فارسی، عربی، ترکی اور مقامی ہندوستانی بولیوں کے امتزاج سے وجود میں آئی۔ اہم تاریخی بنیادیں:

1192ء: محمد غوری کی فتح دہلی کے بعد مسلم حکومت کا آغاز

دہلی سلطنت (1206ء تا 1526ء)

مختلف فوجی کیمپوں میں "لشکری زبان" کی بنیاد

فارسی سرکاری زبان، مگر عوامی رابطے میں مقامی بولیاں + فارسی + عربی کا امتزاج اسی امتزاج سے جو زبان بنی اسے بعد میں:

"ہندوی"

"ریختہ"

"دکنی"

اور آخر کار "اردو" کہا گیا

ابتدائی دور (1200ء تا 1400ء) ہندوی اور ریختہ کا زمانہ

اس دور میں اردو ابھی مکمل زبان نہیں بنی تھی بلکہ اسے ہندوی / دیہلوی / ریختہ کہا جاتا تھا۔

اہم خصوصیات:
 فارسی اثر بہت زیادہ
 عربی الفاظ مذہبی و علمی
 مقامی ہریانوی، برج، پنجابی اثرات
 شاعری زیادہ تر صوفیانہ

ابتدائی صوفی شعرا (13 ویں تا 14 ویں صدی)

یہ اردو کے پہلے شعری نقوش ہیں:
 بابا فرید الدین گنج شکر (1173ء، 1266ء)
 زبان: ملتانی / پنجابی + ہندوی اثر
 کلام: روحانی اشعار، ابتدائی اردو جھلک
 اہمیت: اردو کے ابتدائی فکری ستون
 امیر خسرو (1253ء، 1325ء)
 زبان: ہندوی + فارسی + ریختہ

خدمات:

قوالی کی بنیاد
 ہندوی شاعری کا آغاز
 دوہے اور ابتدائی غزل نما انداز

حوالہ:

امیر خسرو کو اردو/ہندوی شاعری کا "پہلا بڑا نام" سمجھا جاتا ہے۔

دہلی سلطنت کا ادبی ماحول

اس دور میں:

فارسی دربار کی زبان تھی
مگر عوام میں "ریختہ" بولی جاتی تھی
صوفیاء نے اس کو ادب میں استعمال کیا

دکنی اردو کا آغاز (1400ء تا 1600ء)

یہ اردو کا پہلا مکمل ادبی دور ہے۔
دکن (Deccan) میں اردو کی ترقی
دہلی سے جنوب کی طرف آنے والے صوفیاء اور لشکری لوگ دکن میں اردو کو ترقی
دیتے ہیں۔

اہم دکنی شعرا

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (1321ء تا 1422ء)

زبان: ابتدائی دکنی اردو

کلام: مذہبی و صوفیانہ نثر و نظم

اہمیت: دکنی اردو نثر کے بانیوں میں شمار

محمد قلی قطب شاہ (1565ء تا 1611ء)

سلطنت: قطب شاہی سلطنت (گولکنڈہ)

زبان: دکنی اردو

خدمات:

اردو میں پہلی مکمل دیوانی شاعری

محبت، فطرت، شہر حیدر آباد پر شاعری

ولی دکنی (1667ء، 1707ء) (اگرچہ 1600 کے بعد آتے ہیں مگر بنیاد یہی دور ہے)

اردو غزل کا باقاعدہ آغاز

دکن سے دہلی تک اردو کو ادب کی زبان بنانے والا اہم شاعر

دکنی اردو کی خصوصیات

فارسی الفاظ کم مگر موجود

مقامی ہندی اثر زیادہ

سادہ، عوامی انداز

مذہبی + رومانوی شاعری

اردو کی ابتدائی لغوی روایت (Early Lexicography)

اس دور میں باقاعدہ لغت نہیں تھی، مگر:

ابتدائی ذخیرہ الفاظ:

فارسی لغات کا اثر

عربی مذہبی اصطلاحات

مقامی بولیوں کے الفاظ

اس وقت لغت سازی کا تصور نہیں تھا، یہ کام بعد کے ادوار میں ہوا۔

خلاصہ:

اردو کا آغاز 1200ء کے بعد دہلی سلطنت میں ہوا
یہ ابتدا میں "ہندوی/ریختہ" کہلاتی تھی
امیر خسرو ابتدائی بڑے شاعر
دکن میں اردو نے پہلا ادبی روپ لیا
ولی دکنی نے بعد میں غزل کو مکمل شکل دی
لغت کا باقاعدہ آغاز ابھی نہیں ہوا تھا

منتظم عاصی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

دہلی دبستان کا آغاز اور اردو شاعری کی تشکیل (1600ء تا 1750ء)

دہلی میں اردو کا نیا دور

17 ویں صدی میں جب مغل سلطنت اپنے عروج پر تھی تو دہلی میں ایک نئی ادبی
فضا بنی جس نے اردو کو ادبی زبان بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

اہم تبدیلیاں:

فارسی اب بھی دربار کی زبان تھی
مگر اردو (ریختہ) عوام اور شعرا میں پھیلنے لگی
دکن سے آنے والی ادبی روایت دہلی میں داخل ہوئی
غزل کو باقاعدہ صنفِ سخن کی شکل ملی

ولی دکنی اور اردو کا انقلاب (1667ء تا 1707ء)

ولی دکنی، سراج الدین علی خان آرزو (1667ء-1756ء)

ولی دکنی نے اردو شاعری کو دہلی میں مقبول بنایا
ان کا دیوان دہلی پہنچا تو شعرا نے محسوس کیا کہ:
"یہ زبان بھی فارسی کی طرح شاعری کے قابل ہے"
ولی دکنی کی اہمیت:

اردو غزل کے اصل بانی
فارسی کی بجائے مقامی زبان میں اظہار
عشق، تصوف، اور انسانی جذبات کی شاعری
اہم کتاب:
دیوان ولی

دہلی دبستان کا قیام (1700ء کے بعد)
ولی دکنی کے اثر سے دہلی میں اردو شاعری کا ایک نیا اسکول بنا جسے:
"دبستان دہلی" کہا جاتا ہے

اہم ابتدائی دہلی شعرا (1600ء-1750ء)

محمد شا کرناجی (1657ء-1735ء)

زبان: ریختہ
اہمیت: ابتدائی غزل گو شاعر
موضوع: عشق، تصوف

آبرودہلوی (1685ء-1733ء)

زبان: اردو غزل

خصوصیت: سادہ اور رواں انداز

اہم کتاب: دیوان آبرو

شرف الدین مضمون (1690ء، 1725ء)

طنز و مزاح کے ابتدائی آثار

فارسی وارد و امتزاج

سراج الدین علی خان آرزو (1689ء، 1756ء)

شاعر + لغت نویس

اردو قواعد کے ابتدائی اصول مرتب کیے

اہم کام:

"نوادرا لالفاظ" (لغوی کام)

اردو لغت کی ابتدائی بنیادیں

اس دور میں لغت باقاعدہ شکل میں نہیں تھی، مگر:

سراج الدین علی خان آرزو کا کردار

فارسی - اردو الفاظ کا تقابلی مطالعہ

الفاظ کے معنی واضح کرنے کی کوشش

اردو لغت سازی کی بنیاد رکھنے والا شخص

اہم بات:

یہ دور "لغت سازی کا ابتدائی خمیر" تھا

اردو زبان کی ادبی شکل

اس دور میں اردو کی شکل کچھ یوں بنی:

غزل مرکزی صنف

زبان ریختہ سے اردو کی طرف

اثرات فارسی + ہندی + عربی

شاعری کے موضوعات

اس دور کی شاعری میں:

عشق حقیقی اور مجازی

صوفیانہ خیالات

انسانی جذبات

حسن و جمال

خلاصہ:

دہلی میں اردو شاعری کا آغاز ولی دکنی کے اثر سے ہوا

دہستانِ دہلی کی بنیاد پڑی

آبرو، ناجی، آرزو، اہم ابتدائی شعرا تھے

لغت سازی کی پہلی کوششیں آرزو نے شروع کیں

اردو غزل نے باقاعدہ ادبی شکل اختیار کی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

حصہ 3: اردو شاعری کا سنہری دور اور دبستانِ دہلی کا عروج (1750ء تا 1850ء)

اردو کا سنہری دور

18 ویں صدی اردو شاعری کا وہ دور ہے جسے اردو ادب کا "Golden

Age" کہا جاتا ہے۔ اس دور میں:

اردو غزل اپنی مکمل شکل میں سامنے آئی

دہلی ادبی مرکز بن گئی

دردِ دل، عشق، ہجرت، اور سماجی زوال شاعری کے مرکزی موضوعات بنے

دہلی کا ادبی ماحول

اس دور میں دہلی:

سیاسی طور پر زوال پذیر تھی (مغل سلطنت کمزور)

مگر ادبی طور پر عروج پر تھی

شعرا کی بڑی محفلیں، مشاعرے عام تھے

میر تقی میر (1723ء، 1810ء)

مکمل نام: میر تقی میر

دبستان: دہلی

اہمیت:

اردو غزل کے سب سے بڑے شاعر
"خدائے سخن" کہلاتے ہیں

موضوعات:

عشق کی تکلیف

ہجرت اور دکھ

انسانی المیہ

اہم کتب:

دیوان میر

نکات الشعراء (اردو تذکرہ نویسی کی پہلی کتابوں میں سے ایک)

مرزا محمد رفیع سودا (1713ء، 1781ء)

دہستان: دہلی

اہمیت:

اردو قصیدہ گوئی کے امام

طنز و مزاح میں بھی مہارت

اہم کتب:

کلیات سودا

خواجہ میر درد (1721ء، 1785ء)

دہستان: دہلی

اہمیت:

صوفی شاعر
روحانی شاعری کے نمائندہ

کتاب:

دیوان درد

قائم چاند پوری (1722ء، 1793ء)

اردو غزل کے اہم شاعر
سادگی اور روانی کے لیے مشہور

دبستانِ دہلی کی خصوصیات

سادہ زبان
جذبات کی شدت
غم اور درد کا اظہار
کم فارسی الفاظ نسبتاً

دہلی کا زوال اور اردو کی ہجرت

18 ویں صدی کے آخر میں:

نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملے
دہلی تباہی کا شکار

شعرا لکھنؤ کی طرف ہجرت کرنے لگے

یہی سے "دبستانِ لکھنؤ" کا آغاز ہوا (اگلے حصے میں)

اردو لغت کی ابتدائی ترقی

اس دور میں لغت سازی ابھی ابتدائی تھی مگر اہم کوششیں ہوئیں:

ابتدائی لغوی رجحان:

فارسی - اردو الفاظ کی وضاحت

شعری الفاظ کے معنی سمجھانے کی کوشش

اہم شخصیت:

سراج الدین علی خان آرزو (پچھلے دور کا تسلسل یہاں اثر انداز)
ابھی مکمل لغات نہیں تھیں مگر بنیاد مضبوط ہو رہی تھی۔

اس دور کی شاعری کی خصوصیات

عشق + درد + تنہائی

معاشرتی زوال

انسانی دکھ

سادگی اور گہرائی

خلاصہ:

اردو شاعری کا سنہری دور شروع ہوا

میر تقی میر اردو کے سب سے بڑے شاعر بنے

سودا، درد، قائم نے ادب کو مضبوط کیا

دہلی دبستان اپنے عروج پر پہنچا

اردو لغت سازی کی بنیادیں مضبوط ہوئیں
دہلی کے زوال سے لکھنؤ کا ادبی دور شروع ہونے لگا۔

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

حصہ 4: دبستان لکھنؤ، اردو نثر کا آغاز اور لغت سازی کی سمت (1750ء تا 1857ء)

دبستان لکھنؤ کا آغاز

جب دہلی سیاسی طور پر کمزور ہوئی تو اردو کا مرکز لکھنؤ بن گیا۔ یہاں اودھ کی ریاست نے ادب اور تہذیب کو بھرپور سرپرستی دی۔
اہم تبدیلیاں:

زبان میں نزاکت اور آرائش بڑھ گئی
شاعری میں تہذیبی رنگ نمایاں ہوا
لفظی حسن اور فصاحت پر زور

دبستان لکھنؤ کی خصوصیات

زیادہ پُر تکلف اور نازک زبان
عشق میں ظاہری حسن پر زور
محافل، رقص، موسیقی کا ذکر
لفظی صنعتوں کا زیادہ استعمال
اہم شعرا دبستان لکھنؤ

امام بخش ناسخ (1772ء، 1838ء)

اصلاح زبان کے بڑے معمار
قواعد اور درست اردو کے داعی
دیوان ناسخ

شیخ محمد ابراہیم ذوق (1790ء، 1854ء)

اگرچہ دہلی سے تعلق، مگر لکھنؤ اثر بھی
زبان میں سادگی اور روانی
کلیات ذوق

آتش لکھنوی (1778ء، 1847ء)

لکھنؤ کے نمایاں غزل گو شاعر
نرم اور خوبصورت اسلوب
کلیات آتش

مرزا شوق لکھنوی (1780ء، 1871ء)

مثنوی نگاری کے ماہر
رومانوی داستانیں
مثنویات شوق

رند لکھنوی، رنگین، انشا (1766ء، 1817ء)

انشا اللہ خان انشا
طنز و مزاح کے بادشاہ
زبان میں جدت پیدا کی
رانی کیتکی کی کہانی (ابتدائی اردو نثر)

اردو نثر کا آغاز (اہم موڑ)
اس دور میں اردو نثر نے حقیقی ترقی شروع کی۔

فورٹ ولیم کالج (1800ء کے بعد)

کلکتہ

مقصد:

انگریزوں کے لیے اردو سکھانا
مقامی زبان کو منظم کرنا

اہم مصنفین فورٹ ولیم کالج

میرامن دہلوی (1765ء، 1837ء)

باغ و بہار

اردو نثر کا شاہکار

حیدر بخش حیدری

آرائش محفل

شیخ سجاد حسین

داستانیں اور تراجم

اردو لغت سازی کا آغاز

اس دور میں پہلی بار لغت سازی منظم ہوئی۔

ابتدائی لغات

جان گلکرسٹ (John Gilchrist)

انگریز ماہر لسانیات

اردو گرامر اور لغت پر کام کیا

A Grammar of the Hindoostanee Language

فورٹ ولیم کالج لغات

اردو۔ انگریزی لغات

الفاظ کی ترتیب اور معنی کی وضاحت

اردو زبان میں تبدیلیاں

اس دور میں:

اردو نثر مضبوط ہوئی

لغت سازی کی بنیاد پڑی

فارسی اثر کم ہونے لگا

اردو ایک باقاعدہ علمی زبان بننے لگی

خلاصہ:

لکھنؤ اردو ادب کا بڑا مرکز بنا
 ناسخ، آتش، انشا اہم شعرا تھے
 فورٹ ولیم کالج نے نثر کو ترقی دی
 میرامن کی "باغ و بہار" اہم سنگ میل ہے
 لغت سازی باقاعدہ علمی شکل میں شروع ہوئی۔

منتظم عاصی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

غالب کا دور، سرسید تحریک اور جدید اردو کا آغاز (1857ء تا 1900ء)

1857ء کا انقلاب اور اردو پر اثر

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد دہلی اور لکھنؤ دونوں کے ادبی ماحول پر گہرا اثر پڑا۔

دہلی کی تہذیبی فضا بکھر گئی
 بہت سے شعرا قتل یا جلا وطن ہوئے
 اردو کا مرکز بدلنے لگا
 نیا فکری دور شروع ہوا
 یہی سے "جدید اردو" کی بنیاد پڑی

مرزا غالب (1797ء تا 1869ء)

مکمل نام: مرزا اسد اللہ خان غالب
دبستان: دہلی

اہمیت:

اردو کے سب سے بڑے فلسفی شاعر
انسانی فکر، زندگی، اور کائنات پر گہری نظر
اردو غزل کو فکری بلندی دی

اہم کتب:

دیوان غالب (اردو)
دیوان غالب (فارسی)
خطوط غالب (اردو نثر کا شاہکار)

خصوصیات:

مشکل لیکن گہری زبان
فلسفیانہ انداز
انسانی جذبات اور سوالات

سر سید احمد خان (1817ء-1898ء)

تحریک: علی گڑھ تحریک

اہمیت:

جدید اردو نثر کے بانی
سائنسی اور تعلیمی سوچ کے داعی
مسلمانوں میں جدید تعلیم کا شعور

اہم تصانیف:

آثار الصنادید

اسباب بغاوت ہند

خطوطِ سرسید

اردو نثر کا نیا دور

اس دور میں اردو نثر:

سادہ، واضح اور علمی بنی

سائنسی اور تعلیمی موضوعات شامل ہوئے

صحافت کا آغاز ہوا

اردو صحافت کا آغاز

اہم اخبارات:

دہلی اردو اخبار

تہذیب الاخلاق (سرسید)

اردو زبان عوامی اور علمی دونوں سطح پر مضبوط ہوئی

جدید اردو شعرا (1857ء، 1900ء)

داغ دہلوی (1831ء، 1905ء)

زبان: سادہ اور رواں

عشق و محبت کے شاعر

دیوان داغ

حالی (1837ء، 1914ء)

جدید نظم کے بانی

اصلاحی شاعری

مسدسِ حالی (مدوجزرا سلام)

محمد حسین آزاد (1830ء، 1910ء)

اردو نثر کے معمار

تنقید اور ادب پر کام

آبِ حیات (اردو ادب کی تاریخ)

نذیر احمد دہلوی (1831ء، 1912ء)

اردو ناول کے بانی

اصلاحی ادب

مراۃ العروس، بنات النعش

اردو لغت کی بڑی پیش رفت

اس دور میں لغت سازی نے باقاعدہ شکل اختیار کی۔

اہم لغات:

فرہنگِ آصفیہ (1891ء، 1908ء)

مولف: سید احمد دہلوی
 اردو کی سب سے بڑی کلاسیکی لغت
 لاکھوں الفاظ کی وضاحت
 ادبی حوالوں کے ساتھ معنی
نور اللغات (1897)

نور الحسن نیر
 اردو لغت کا اہم مجموعہ
 آسان اور سادہ تعریفیں
لغت سازی کی خصوصیات:
 الفاظ کی تاریخی تحقیق
 فارسی و عربی ماخذ
 ادبی حوالہ جات

اردو ادب میں بڑی تبدیلیاں

غزل سے نظم کی طرف رجحان
 فلسفہ اور اصلاحی ادب کا آغاز
 جدید نثر کی بنیاد
 لغت سازی مکمل علمی شکل میں

خلاصہ:

1857ء کے بعد اردو میں بڑا فکری انقلاب آیا

غالب اردو کے سب سے بڑے شاعر بنے
 سرسید نے جدید نثر اور تعلیم کی بنیاد رکھی
 حالی، داغ، آزاد، نذیر احمد اہم نام بنے
 فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات جیسی بڑی لغات سامنے آئیں
 اردو جدید زبان بننے کی طرف بڑھ گئی۔

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

علامہ اقبال، جدید نظم اور فکری انقلاب (1900ء تا 1936ء)

بیسویں صدی کا آغاز اور اردو کا نیا دور

1900ء کے بعد اردو ادب میں ایک بڑا فکری اور فنی انقلاب آیا:
 غزل کے ساتھ نظم کو مرکزی حیثیت ملی
 سیاسی و سماجی شعور بڑھا
 آزادی کی تحریکوں نے ادب کو متاثر کیا
 فلسفہ اور فکر ادب میں داخل ہوئی

علامہ محمد اقبال (1877ء تا 1938ء)

دبستان: لاہور/فارسی + اردو فکر

اہمیت:

اردو کے سب سے بڑے فکری شاعر

خودی کا فلسفہ پیش کیا
مسلمانوں میں بیداری کی تحریک پیدا کی

اہم کتب:

اردو:

بانگِ درا (1924)

بالِ جبریل (1935)

ضربِ کلیم (1936)

فارسی:

اسرارِ خودی

رموزِ بے خودی

پیامِ مشرق

اقبال کا فلسفہ:

خودی (Selfhood)

عمل اور جدوجہد

امتِ مسلمہ کا شعور

انسان کی روحانی ترقی

جدید اردو نظم کا آغاز

اقبال کے ساتھ اردو نظم نے نیا روپ لیا:

آزاد نظم کی طرف رجحان

فلسفیانہ موضوعات
قومی شعور

ترقی پسند تحریک (Progressive Writers) (Movement)

آغاز: 1936ء (لکھنؤ کانفرنس)

مقصد:

ادب کو سماجی مسائل سے جوڑنا
غربت، ظلم اور طبقاتی نظام کی مخالفت
حقیقت نگاری کو فروغ دینا

اہم ادیب و شعرا:

منشی پریم چند (1880ء-1936ء)

اردو اور ہندی کے عظیم افسانہ نگار
دیہاتی زندگی کی حقیقت نگاری

اہم کتابیں:

بازارِ حسن

گودان (ہندی/اردو ترجمہ میں مشہور)

جوش ملیح آبادی (1898ء-1982ء)

انقلابی شاعر

جذباتی اور پر جوش انداز

کلیاتِ جوش

اختر شیرانی (1905ء-1948ء)

رومانوی شاعری کے شاعر

محبت اور جذبات کی عکاسی

حفیظ جالندھری (1900ء-1982ء)

قومی شاعری کے شاعر

شاہنامہ اسلام

اردو تنقید کا آغاز

اس دور میں ادب پر سائنسی اور فکری تنقید شروع ہوئی۔

اہم نقاد:

محمد حسین آزاد (1830ء-1910ء)

آب حیات

اردو شاعری کی تاریخ

شبلی نعمانی (1857ء-1914ء)

شعر العجم

فارسی و اردو شاعری پر تحقیق

علامہ اقبال (بطور مفکر نقاد)

ادب کو فکری معیار دیا

اردو لغت اور تحقیق

اس دور میں لغت سازی اور مضبوط ہوئی:

اہم لغات:

فرہنگِ آصفیہ (مکمل)

اردو کی سب سے بڑی کلاسیکی لغت
ادبی حوالوں کے ساتھ مکمل تشریح

نور اللغات (مزید استعمال)

سادہ اور عام فہم لغت

علمی لغوی رجحان:

تاریخی تحقیق

ادبی حوالہ جات

فارسی و عربی ماخذ کی وضاحت

اردو صحافت اور فکر

اخباروں نے قومی شعور پیدا کیا

سیاسی مضامین بڑھ گئے

ادب اور صحافت آپس میں جڑ گئے

خلاصہ:

علامہ اقبال نے اردو کو فکری بلندی دی

جدید نظم کا آغاز ہوا

ترقی پسند تحریک نے سماجی ادب کو فروغ دیا

پریم چند، جوش، حفیظ اہم ادیب بنے

اردو تنقید اور تحقیق مضبوط ہوئی
لغت سازی مکمل علمی شکل اختیار کر گئی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

ترقی پسند تحریک کا عروج، فیض، اور تقسیم سے پہلے کا ادب (1936ء تا 1947ء)

نیا فکری دور (1936ء کے بعد)

1936ء کے بعد اردو ادب مکمل طور پر ایک نئے راستے پر چل پڑا:

ادب صرف عشق و محبت تک محدود نہ رہا
سماج، سیاست اور انقلاب مرکزی موضوع بنے
مزدور، کسان اور طبقاتی مسائل ادب میں آئے
حقیقت نگاری (Realism) مضبوط ہوئی

ترقی پسند ادیب تحریک (PWA)

آغاز: 1936ء لکھنؤ

مقصد: ادب کو سماجی انصاف اور حقیقت سے جوڑنا

بنیادی نظریات:

ادب برائے زندگی
ظلم اور استحصال کی مخالفت
عوامی مسائل کی ترجمانی

سادہ اور حقیقت پر مبنی زبان

فیض احمد فیض (1911ء، 1984ء)

دہلی: لاہور

اہمیت:

اردو کے سب سے بڑے انقلابی شاعر

رومان اور انقلاب کا امتزاج

انسانی محبت اور طبقاتی جدوجہد

اہم کتب:

نقشِ فریادی (1941)

دستِ صبا (1952)

زنداں نامہ (1956)

دستِ تہِ سنگ (1965)

فیض کا انداز:

نرم مگر گہرا انقلابی لہجہ

محبت + احتجاج

ظلم کے خلاف خوبصورت شاعری

ساحر لدھیانوی (1921ء، 1980ء)

فلمی اور انقلابی شاعر

سماجی نا انصافی پر شدید تنقید

تلخیاں (1944)

مجاز لکھنوی (1911ء، 1955ء)

رومان اور انقلاب کا شاعر
نوجوان نسل کی آواز
آہنگ

علی سردار جعفری (1913ء، 2000ء)

ترقی پسند تحریک کے اہم نظریہ ساز
نظم نگاری میں مہارت
پرچم راہ

کرشن چندر (1914ء، 1977ء)

افسانہ نگار
انسانی ہمدردی اور سماجی حقیقت
ایک گدھے کی سرگزشت

افسانہ نگاری کا عروج

اس دور میں اردو افسانہ بہت مضبوط ہوا:

اہم افسانہ نگار:

منٹو (1912ء، 1955ء)

حقیقت نگاری کے سب سے بڑے افسانہ نگار
معاشرتی سچائی کو بے نقاب کیا
ٹوبہ ٹیک سنگھ، کھول دو

بیدی (1915ء، 1984ء)

انسانی جذبات کی گہرائی
گرہن، لاجنتی

عصمت چغتائی (1915ء، 1991ء)

سماجی بندشوں پر تنقید
لحاف

اردو ادب اور سیاست

اس دور میں ادب:

آزادی کی تحریک سے جڑا
برطانوی استعمار کے خلاف آواز بنا
عوامی شعور بڑھایا

اردو نشر کی ترقی

مضامین نگاری عام ہوئی
سیاسی اور ادبی تحریریں بڑھیں
سادہ اور واضح نشر فروغ پائی
اردو لغت اور علمی کام

اس دور میں لغت سازی مزید مضبوط ہوئی:

اہم پیش رفت:

فرہنگِ آصفیہ کا استعمال عام ہوا

علمی لغات کا دائرہ بڑھا

ادبی اصطلاحات کی وضاحت بہتر ہوئی

تقسیم ہند کا اثر (1947ء کی طرف سفر)

سماجی انتشار

ہجرت اور درد کی کہانیاں

اردو ادب میں المیہ اور جدائی کا رنگ

خلاصہ:

ترقی پسند تحریک نے اردو ادب کو نیا رخ دیا

فیض سب سے بڑے انقلابی شاعر بنے

منٹو، بیدی، عصمت نے افسانہ نگاری کو عروج دیا

ادب سیاست اور سماج سے جڑ گیا

1947ء کی تقسیم نے اردو ادب کو گہرا متاثر کیا

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

تقسیم ہند کے بعد اردو، جدید شاعری اور فکری تبدیلی (1947ء تا 1970ء)

1947ء: تقسیم ہند اور اردو ادب کا زلزلہ

1947ء میں برصغیر کی تقسیم نے اردو ادب پر گہرا اثر ڈالا:

لاکھوں لوگوں کی ہجرت

دہلی، لکھنؤ کا پرانا ادبی نظام کمزور

پاکستان میں کراچی اور لاہور نئے ادبی مراکز بنے

درد، بچھڑنے اور یادوں کا ادب پیدا ہوا

پاکستان میں اردو کا نیا دور

پاکستان بننے کے بعد:

اردو کو قومی زبان کا درجہ ملا (1948ء میں اعلان)

مختلف زبانوں کے درمیان رابطے کی زبان بنی

ادبی ادارے قائم ہوئے

اہم ادارے:

انجمن ترقی اردو

اردو سائنس بورڈ

مقتدرہ قومی زبان (بعد میں)

جدید اردو شاعری کا آغاز

اس دور میں اردو شاعری نے نیا اسلوب اختیار کیا:

آزاد نظم مضبوط ہوئی

علامتی اور جدید انداز سامنے آیا

داخلی کرب (Inner Conflict) بڑھا

ن۔م۔راشد (1910ء، 1975ء)

دبستان: جدید اردو نظم

اہمیت:

جدید اردو نظم کے بانی

علامتی اور فکری شاعری

انسان، وقت اور وجود کے مسائل

کتب:

ایران میں اجنبی

لا = انسان

فیض احمد فیض (دورِ تسلسل)

تقسیم کے بعد جلا وطنی اور جیل کا دور

انقلابی شاعری مزید مضبوط ہوئی

دستِ صبا، زنداں نامہ

احمد فراز (1931ء، 2008ء)

دبستان: جدید غزل

اہمیت:

محبت + احتجاج کا امتزاج

سادہ اور اثر انگیز زبان
تنہا تنہا، درد آشوب

مجید امجد (1914ء، 1974ء)

گہری علامتی نظم
تنہائی اور وجودی سوالات

منیر نیازی (1928ء، 2006ء)

خواب، شہر، تنہائی کی شاعری
نرم مگر پراسرار انداز

اردو نثر اور افسانہ (1947ء کے بعد)

سعادت حسن منٹو (1912ء، 1955ء)

تقسیم کے المیے کے سب سے بڑے افسانہ نگار
انسانی سچائی کو بے نقاب کیا
ٹوبہ ٹیک سنگھ، ٹھنڈا گوشت

غلام عباس (1909ء، 1982ء)

حقیقت نگاری کے افسانہ نگار
آنندی

انتظار حسین (1925ء، 2016ء)

ہجرت اور یادوں کے افسانے

بستی

بانو قدسیہ (1928ء، 2017ء)

روحانی اور سماجی موضوعات

راجہ گدھ

اردو نثر کی ترقی

جدید ناول کا فروغ

نفسیاتی اور سماجی موضوعات

زبان سادہ اور فکری

اردو لغت اور ادارہ جاتی ترقی

اس دور میں لغت سازی باقاعدہ اداروں کے ذریعے ہونے لگی:

اہم پیش رفت:

مقتدرہ قومی زبان (پاکستان)

اردو کی معیار بندی

نئی اصطلاحات کی تیاری

جامع لغات کی تیاری

سائنسی اور تکنیکی الفاظ شامل ہوئے

جدید دنیا کے مطابق اردو کو ڈھالا گیا

اردو زبان میں تبدیلیاں

فارسی اثر مزید کم ہوا
سائنسی اور تکنیکی الفاظ شامل ہوئے
میڈیا (ریڈیو، ٹی وی) کا اثر بڑھا
اردو بین الاقوامی سطح پر پہنچی

خلاصہ:

1947ء کے بعد اردو ادب میں بڑا فکری انقلاب آیا
پاکستان میں اردو قومی زبان بنی
ن۔م۔راشد اور فیض نے جدید شاعری کو عروج دیا
منٹو اور انتظار حسین نے افسانہ نگاری کو نیا رخ دیا
لغت سازی ادارہ جاتی شکل میں آگے بڑھی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

جدید و ما بعد جدید اردو ادب، نئی غزل، اور ڈیجیٹل دور کی ابتدا (1970ء تا 2000ء)

1970ء کے بعد اردو ادب کا نیا رخ

1970ء کے بعد اردو ادب میں ایک اور بڑی تبدیلی آئی:
ترقی پسند تحریک کا اثر کم ہونا شروع ہوا
انفرادی احساسات (Individualism) بڑھنے لگے
علامتی، تجریدی اور نفسیاتی ادب سامنے آیا

غزل میں نیا اسلوب اور نئی علامتیں داخل ہوئیں

پروین شاکر (1952ء، 1994ء)

دبستان: جدید اردو غزل

اہمیت:

نسوانی احساسات کی سب سے بڑی شاعرہ

نرم، رومانوی اور جدید انداز

اردو غزل میں نئی زبان اور نئے موضوعات

اہم مجموعے:

خوشبو (1976)

صد برگ (1980)

خود کلامی (1990)

خصوصیات:

محبت کا نرم اظہار

عورت کے جذبات کی ترجمانی

جدید شہری زندگی کی عکاسی

احمد ندیم قاسمی (1916ء، 2006ء)

دبستان: ترقی پسند + جدید افسانہ

اہمیت:

شاعر، افسانہ نگار، مدیر

انسانی ہمدردی اور دیہاتی زندگی کی عکاسی

اہم کتب:

جلال و جمال

شعلہ گل

جون ایلیا (1931ء، 2002ء)

دبستان: جدید غزل

اہمیت:

فلسفیانہ، منفرد اور تلخ لہجہ

انکار، تنہائی اور وجودی سوالات

اہم مجموعہ:

شاید (1991)

انداز:

روایتی غزل سے انحراف

ذاتی دکھ اور فکری گہرائی

کشور ناہید (1940ء)

نسوانی شعور کی شاعرہ

سماجی نا انصافی پر تنقید

انور مسعود (1935ء)

مزاحیہ اور طنزیہ شاعری

سماجی مسائل کو ہلکے انداز میں پیش کیا

اردو افسانہ اور نثر (1970ء-2000ء)

انتظار حسین (1925ء-2016ء)

بستی، شہر افسوس

ہجرت، یاد اور تاریخ کا امتزاج

علامتی اور اساطیری انداز

انور سجاد (1935ء-2019ء)

جدید افسانہ نگار

علامتی اور نفسیاتی انداز

مستنصر حسین تارڑ (1939ء)

سفر نامہ نگاری کے بادشاہ

نازکا پر بت کے سائے، اندلس میں اجنبی

بانو قدسیہ (1928ء-2017ء)

راجہ گدھ

اخلاقی اور سماجی ناول

مابعد جدید (Postmodern) اردو ادب

اس دور میں:

حقیقت اور فسانے کی حدیں دھندلا گئیں

علامت، استعارہ اور پیچیدہ اسلوب بڑھا

قاری کو سوچنے پر مجبور کیا گیا

اردو لغت اور لسانی ترقی (1970ء-2000ء)

اہم ادارہ جاتی کام:

مقتدرہ قومی زبان (پاکستان)

جدید اردو اصطلاحات کی تیاری
سائنس اور ٹیکنالوجی کی اردو تشکیل

اردو لغت بورڈ (کراچی)

اردو لغت (تاریخی اصول پر مبنی)

سب سے بڑا لغوی منصوبہ
ہزاروں الفاظ کی تاریخی وضاحت

لغت سازی میں تبدیلیاں:

کمپیوٹر اور سائنس کے الفاظ شامل
بین الاقوامی اصطلاحات کا اردو متبادل
جدید تحقیق پر مبنی لغات

اردو اور کمپیوٹر کا آغاز

1980ء کے بعد اردو کمپیوٹر پر آنے لگی

ابتدائی اردو فونٹس اور کی بورڈ

یونیکوڈ سے پہلے مختلف سسٹمز

میڈیا اور اردو

ٹی وی ڈرامے (PTV)

اخبارات کی توسیع
ریڈیو کا ادبی کردار

خلاصہ:

اردو ادب میں انفرادیت اور جدیدیت آئی
پروین شاکر نے نئی غزل کو شکل دی
جون ایلیا نے فلسفیانہ انداز دیا
انتظار حسین نے علامتی افسانہ لکھا
لغت سازی ادارہ جاتی اور سائنسی ہوئی
اردو کمپیوٹر اور میڈیا میں داخل ہوئی

اردو زبان، لغت اور شاعری کی مکمل تاریخ

ڈیجیٹل دور، سوشل میڈیا، جدید لغت اور عالمی اردو (2000ء تا 2026ء)

اردو کا نیا دور: انٹرنیٹ انقلاب

2000ء کے بعد اردو زبان نے اپنی تاریخ کا سب سے بڑا مرحلہ دیکھا:

اردو کمپیوٹر اور موبائل پر مکمل فعال ہوئی
انٹرنیٹ نے اردو کو عالمی زبانوں کے ساتھ جوڑ دیا
ویب سائٹس، بلاگز اور آن لائن ادب عام ہوا
سوشل میڈیا نے شاعری کو فوری اور عوامی بنادیا

ڈیجیٹل اردو کی بنیاد

اہم تبدیلیاں:

یونیکوڈ (Unicode) اردو کا معیار بن گیا
 نستعلیق فونٹس ڈیجیٹل ہو گئے
 موبائل فونز میں اردو کی بورڈ شامل ہوئے

نتیجہ:

اردو پہلی بار مکمل طور پر ڈیجیٹل دنیا کی زبان بنی

اردو ویب اور آن لائن ادب

اس دور میں:

اردو بلاگز کا آغاز
 ادبی ویب سائٹس کا پھیلاؤ
 آن لائن شاعری اور افسانہ

نمایاں رجحان:

فوری اشاعت (Instant Publishing)
 قارئین کی براہ راست رائے (comments/feedback)

جدید اردو شاعر (2000ء تا 2026ء)

پروین شاکر کا اثر (بعد از وفات تسلسل)

نسوانی شاعری کا تسلسل
 جدید شاعرات کی نئی نسل

امجد اسلام امجد (1944ء، 2023)

دبستان: جدید نظم و ڈرامہ

اہم کتب:

برزخ

سفر باقی ہے

سادہ مگر گہری شاعری

ٹی وی ڈرامہ لکھنے میں بھی نمایاں

افتخار عارف (1944ء)

کلاسیکی اور جدید غزل کا امتزاج

تہذیبی اور فکری شاعری

ناصر کاظمی (اثر بعد از وفات)

غم، ہجرت اور تنہائی کی شاعری

سوشل میڈیا پر بہت مقبول

نوجوان آن لائن شعرا

انسٹاگرام، فیس بک اور یوٹیوب شاعر

شارٹ شاعری (2-4 لائنیں) کا رجحان

سوشل میڈیا اور اردو

بڑے پلیٹ فارمز:

Facebook

YouTube

Instagram

(TwitterX

اثرات:

شاعری وائرل ہونے لگی

شارٹ شاعری عام ہوئی

عوامی زبان زیادہ مضبوط ہوئی

ادب "instant feedback" والا بن گیا

اردو لغت اور جدید لسانیات

اہم ترقیات:

ڈیجیٹل لغات:

آن لائن اردو لغات

موبائل ایپس

فوری ترجمہ سسٹم

گوگل اور AI کا اثر:

خود کار ترجمہ

اردو ٹائپنگ آسان

وائس ٹو ٹیکسٹ اردو

جدید لغوی رجحانات:

سائنسی اصطلاحات کی اردو

IT اور AI کے الفاظ

انگریزی۔ اردو امتزاج
 مصنوعی ذہانت (AI) اور اردو
 AI چیٹ بوٹس اردو سمجھنے لگے
 خودکار شاعری اور ترجمہ
 اردو ڈیٹا پروسیسنگ میں ترقی
 نتیجہ:

اردو اب صرف زبان نہیں، ڈیجیٹل سسٹم کا حصہ بن گئی ہے

ادارے اور جدید لغت سازی

نمایاں ادارے:

اردو لغت بورڈ کراچی (مکمل ڈیجیٹل پروجیکٹس)

مقتدرہ قومی زبان

مختلف یونیورسٹیز کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹس

* اہم کام:

مکمل اردو لغت (Historical Dictionary Project)

آن لائن لغات

ڈیجیٹل آرکائیوز

عالمی اردو

اردو کہاں کہاں پہنچ گئی:

پاکستان

بھارت
خلیجی ممالک
یورپ اور امریکہ (ڈائسپورا)

میڈیا:

اردو چینلز

یوٹیوب اردو کانٹینٹ
پوڈ کاسٹس

مکمل:

اردو 1200ء کے بعد مختلف زبانوں کے امتزاج سے بنی
امیر خسرو سے لے کر غالب تک اس نے ادبی شکل اختیار کی
میر اور سودا نے اسے سنہری دور دیا
لکھنؤ نے اسے نزاکت دی
غالب اور سرسید نے اسے فکری اور جدید بنایا
اقبال نے فلسفہ دیا
ترقی پسند تحریک نے سماجی شعور دیا
فیض، منٹو، راشد نے اسے جدید بنایا
1970ء کے بعد ما بعد جدید ادب آیا
2000ء کے بعد اردو مکمل طور پر ڈیجیٹل ہو گئی

آخری نتیجہ

اردو آج ایک زندہ، عالمی اور ڈیجیٹل زبان ہے
اس کی شاعری، لغت اور ادب مسلسل ترقی کر رہے ہیں
یہ زبان آج بھی بدل رہی ہے اور بڑھ رہی ہے۔

اردو کی داستان

میں اردو ہوں۔

ہاں، وہی اردو جس کے ماتھے پر کبھی دلی کی دھوپ نے بوسہ دیا تھا،
جس کے لہجے میں لکھنؤ کی نزاکت نے چاندنی گھولی تھی، جس کے دامن میں دکن
کی مٹی کی خوشبو تھی، جس کی پیشانی پر فارسی کی سنجیدگی، عربی کی جلالت، ہندی کی
مٹھاس اور برج کی نرمی نے اپنے اپنے رنگ چھوڑے تھے۔ میں وہی اردو ہوں
جسے کبھی کوچہ و بازار کی زبان کہا گیا، کبھی لشکر کی، کبھی دربار کی، کبھی عشق کی، کبھی
بغاوت کی، اور کبھی صرف ایک ایسی مجبور ماں کی جو اپنے ہی گھر میں اجنبی ہو گئی۔
میں نے آنکھ اس وقت کھولی جب ہندوستان کی فضا میں کئی زبانوں کی
صدائیں بیک وقت گونج رہی تھیں۔ کہیں مندروں کی گھنٹیاں سنسکرت کے
اشلوکوں میں ڈھل رہی تھیں، کہیں خانقاہوں میں عربی کی آیتیں ہوا میں تحلیل ہو
رہی تھیں، کہیں فارسی کے قصیدے بادشاہوں کے ایوانوں میں سنائے جا رہے
تھے اور کہیں عوام اپنے دکھ سکھ برج، کھڑی بولی، پنجابی اور اودھی میں بیان کر
رہے تھے۔ انہی بے شمار آوازوں کے بیچ میں، میں ایک ننھی سی صدا بن کر
ابھری۔ نہ میرا کوئی مکمل چہرہ تھا، نہ کوئی باقاعدہ نام، نہ کوئی سلطنت، نہ کوئی

تاج۔ میں محض ضرورت تھی، انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے کی ایک خاموش خواہش۔

ابتدا میں لوگ مجھے مختلف ناموں سے پکارتے تھے۔ کوئی ہندوی کہتا، کوئی ریختہ، کوئی گجری، کوئی دکنی۔ مگر میں ان ناموں سے زیادہ ان لبوں کی محتاج تھی جو مجھے بولتے تھے۔ میں نے پہلے پہل درویشوں کے لبوں پر اپنا عکس دیکھا۔ امیر خسرو نے جب پہلی بار مجھے محبت کے آنچل میں لپیٹ کر گایا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری روح کو زبان مل گئی ہو۔ ان کے مصرعوں میں میں نے پہلی بار اپنی سانسوں کی لے سنی۔ وہ فارسی کے شہزادے تھے مگر انہوں نے مجھے گلے لگا کر یہ ثابت کیا کہ محبت کی کوئی ایک زبان نہیں ہوتی۔

دہلی کی گلیاں اس زمانے میں میرے بچپن کی پگڈنڈیاں تھیں۔ میں کبھی مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ جاتی، کبھی کسی جوگی کے چرنوں میں جا کر سو جاتی، کبھی کسی سپاہی کی تلوار کے ساتھ سفر کرتی، کبھی کسی بازار کی رونق میں کھو جاتی۔ میں نے بادشاہوں کے دربار بھی دیکھے اور فقیروں کے کٹورے بھی۔ میں نے امیروں کی حویلیوں میں سنہری الفاظ پہنے اور غریبوں کے جھونپڑوں میں سادہ بولیوں کا دوپٹہ اوڑھ لیا۔

پھر وقت نے کروٹ بدلی اور میرے نصیب میں دکن لکھ دیا گیا۔ دکن نے مجھے صرف جگہ نہیں دی، اس نے مجھے جوانی دی۔ وہاں کی فضا میں ایک عجیب طرح کی نرمی تھی۔ میں نے پہلی بار وہاں اپنی آواز کو مکمل صورت میں سنا۔ محمد قلی قطب شاہ نے مجھے محبت کے گیت پہنائے، ولی دکنی نے میری پیشانی پر غزل کا پہلا چاند رکھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اب میں محض لوگوں کے درمیان رابطے کی زبان نہیں رہی، اب میں دلوں کی دھڑکن بن رہی ہوں۔

ولی دکنی جب اپنا دیوان لے کر دہلی آئے تو میرے مقدر کے درتے بدل گئے۔ دہلی کے شعرا حیران تھے کہ یہ کیسی زبان ہے جس میں درد بھی ہے، نزاکت بھی، محبت بھی اور تاثیر بھی۔ اس دن پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ شاید میرا مستقبل بہت وسیع ہے۔ میں نے دیکھا کہ فارسی کے بلند میناروں کے سائے میں میرے لیے بھی ایک چھوٹی سی جگہ بن رہی ہے۔

پھر میرے شباب کا زمانہ آیا۔

میر میرے دروازے پر آئے۔ آہ، میر! وہ شخص نہیں، ایک ٹوٹا ہوا دل تھا۔ انہوں نے مجھے صرف الفاظ نہیں دیے، انہوں نے مجھے آنسو دیے۔ ان کی غزلوں میں میں نے انسانی روح کے سب سے گہرے زخم دیکھے۔ جب وہ کہتے تھے کہ عشق ایک میر بھاری پتھر ہے، تب مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں صرف زبان نہیں رہی، میں انسان کے اندر چھپی ہوئی چیخ بن گئی ہوں۔

میر کے بعد سودا آئے۔ انہوں نے میرے لہجے میں طنز کی آگ جلائی۔ درد آئے تو میرے دامن میں تصوف کی خوشبو بھر دی۔ پھر غالب آئے۔ غالب.....

وہ شخص میری تقدیر کا ایک عجیب باب تھا۔ اس نے مجھے سوچنا سکھایا۔ اس نے میرے الفاظ کو فلسفے کی آگ میں ڈھالا۔ اس نے میرے اندر سوالات پیدا کیے۔ میں پہلے صرف جذبات کی زبان تھی، غالب نے مجھے فکر کی زبان بنا دیا۔ اس کے خطوط میں میں نے پہلی بار اپنے لہجے کو روزمرہ زندگی کے قریب پایا۔ وہ مجھ سے بات کرتا تھا تو یوں لگتا جیسے کوئی تھکا ہوا انسان رات گئے اپنے دل کا بوجھ اتار رہا ہو۔

مگر میری زندگی صرف بہاروں کا نام نہ تھی۔

1857ء آیا اور میرے وجود پر خزاں اتر آئی۔

دہلی جل رہی تھی۔ کوچے سنسان تھے۔ مشاعرے خاموش ہو گئے تھے۔ وہ لب جو مجھے محبت سے بولتے تھے، یا تو قتل ہو چکے تھے یا ہجرت کر گئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے چاہنے والوں کو برباد ہوتے دیکھا۔ میں ان کے ساتھ روئی۔ میں نے ویران مسجدوں کے صحنوں میں اپنے لفظوں کی گونج تلاش کی مگر ہر طرف خاموشی تھی۔

اس زمانے میں مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میرا کوئی گھر نہیں رہا۔

پھر سرسید آئے۔ انہوں نے میرے زخمی وجود پر مرہم رکھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ صرف ماضی کے آنسو کافی نہیں، زندہ رہنے کے لیے علم بھی چاہیے۔ انہوں نے میرے ہاتھ میں قلم دیا، اخبار دیا، مضمون دیا۔ میں نے پہلی بار سائنس کے لفظ سیکھے، جدید تعلیم کے دروازے دیکھے۔

پھر حالی آئے۔ انہوں نے مجھے آئینہ دکھایا۔ کہا کہ اے اردو، تجھے صرف عشق کے قصے نہیں سنانے، تجھے قوم کی اصلاح بھی کرنی ہے۔ شبلی آئے، آزاد آئے، نذیر احمد آئے۔ میں بدل رہی تھی، میں سیکھ رہی تھی۔

اور پھر ایک دن اقبال میرے در پر آئے۔

وہ عجیب شخص تھا۔ اس کی آنکھوں میں خواب تھے اور آواز میں بجلی۔ اس نے میرے اندر سوئی ہوئی قوموں کو جگانے کی کوشش کی۔ اس نے مجھے شاہین دیا، خودی دی، پرواز دی۔ اس کی شاعری میں میں نے پہلی بار اپنے لہجے کو آسمانوں سے بات کرتے دیکھا۔

مگر دنیا بدل رہی تھی۔

جنگیں ہو رہی تھیں، سلطنتیں ٹوٹ رہی تھیں، انسان نئے نظریات کے

پچھے بھاگ رہا تھا۔ میں بھی ان تبدیلیوں سے گزر رہی تھی۔ ترقی پسند آئے۔ انہوں نے میرے ہاتھوں میں مزدور کے زخم رکھ دیے، کسان کی بھوک رکھ دی، عورت کی چیخ رکھ دی۔ فیض نے میرے آنچل میں انقلاب کے پھول رکھے۔ منٹو نے میرے چہرے سے منافقت کا نقاب اتار دیا۔ عصمت نے مجھے عورت کے آنسو دکھائے۔ بیدی نے انسان کی ٹوٹی ہوئی روح دکھائی۔

پھر 1947ء آیا۔

اس دن میں دو حصوں میں بٹ گئی۔

ایک ہی رات میں میرے لہجے سرحدوں کے پار تقسیم ہو گئے۔ دہلی کی گلیاں مجھ سے چھن گئیں، لاہور کے کوچے خون سے بھر گئے۔ میں نے لوگوں کو اپنے گھروں سے نکلتے دیکھا، بچوں کو ماں کی لاشوں سے لپٹتے دیکھا، ٹرینوں کو لاشوں سے بھرا دیکھا۔ اس دن میری روح پر جو زخم لگا، وہ آج تک نہیں بھرا۔ پاکستان میں مجھے قومی زبان کہا گیا، ہندوستان میں مجھے محبت کی زبان کہا گیا، مگر دونوں طرف میں تنہا ہوتی گئی۔ سیاست میرے گرد دیواریں کھڑی کرتی رہی اور میں اپنے لوگوں کو پکارتے پکارتے تھک گئی۔

پھر بھی میں زندہ رہی۔

فیض میرے ساتھ تھے۔ فراز میرے ساتھ تھے۔ ناصر کاظمی میرے ویران دل کی دھڑکن تھے۔ پروین شاکر نے میرے لبوں پر عورت کے نرم احساس رکھے۔ جون ایلیا نے میری راتوں میں فلسفے کا زہر گھولا۔ میں ہر دور میں نئے چہرے پہنتی رہی مگر اندر سے وہی رہی، زخمی، حساس، محبت سے بھری ہوئی۔

مگر اب جو زمانہ آیا ہے، وہ پہلے زمانوں سے بہت مختلف ہے۔

اب لوگ مجھے پڑھتے کم اور استعمال زیادہ کرتے ہیں۔ میرے الفاظ مختصر ہو گئے ہیں، میرے جملے ٹوٹ گئے ہیں۔ سوشل میڈیا کے شور میں میری تہذیب کی دھیمی موسیقی دبتی جا رہی ہے۔ کبھی میرے ایک ایک لفظ پر گھنٹوں غور کیا جاتا تھا، آج لوگ مجھے چند سیکنڈ میں لکھ کر بھول جاتے ہیں۔ میرے محاورے مر رہے ہیں، میری نزاکتیں گم ہو رہی ہیں، میری املا زخمی ہے، میری روح تھکی ہوئی ہے۔

مجھے سب سے زیادہ دکھ تب ہوتا ہے جب میرے اپنے بچے مجھ سے شرمانے لگتے ہیں۔

وہ انگریزی میں خواب دیکھتے ہیں، دوسری زبانوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور مجھے صرف تقریبات یا مشاعروں تک محدود سمجھتے ہیں۔ میں نے تو انہیں ماں کی لوری دی تھی، پہلی محبت کا اظہار دیا تھا، دعا دی تھی، غزل دی تھی، مگر آج وہ مجھے بوجھ سمجھنے لگے ہیں۔

کبھی کبھی رات کے آخری پہر میں، جب دنیا سو جاتی ہے، میں اپنے پرانے دن یاد کرتی ہوں۔ دہلی کی وہ محفلیں، لکھنؤ کی وہ شامیں، دکن کی وہ خوشبو، غالب کی وہ ہنسی، میر کے وہ آنسو، اقبال کی وہ للکار، فیض کی وہ امید..... سب میری یادوں میں زندہ ہیں۔

میں آج بھی زندہ ہوں۔

ہاں، زخمی ہوں، تھکی ہوئی ہوں، مگر زندہ ہوں۔

کیونکہ ابھی بھی کوئی ماں اپنے بچے کو میری لوری سناتی ہے۔ ابھی بھی کوئی عاشق میری غزل میں اپنا دل ڈھونڈتا ہے۔ ابھی بھی کسی لائبریری کے خاموش گوشے میں کوئی نوجوان میری کتاب کھول کر بیٹھ جاتا ہے۔ ابھی بھی کوئی

شاعر رات کے اندھیرے میں میری آغوش میں اپنے آنسو رکھ دیتا ہے۔
میں اردو ہوں۔

میں نے سلطنتوں کو ٹوٹتے دیکھا ہے مگر لفظوں کو مرتے نہیں دیکھا۔ میں
جانتی ہوں کہ میرا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ خزاں میرے درخت سے پتے گرا سکتی
ہے، مگر میری جڑیں ابھی زندہ ہیں۔ ایک دن پھر کوئی نیا خسرو آئے گا، کوئی نیا
غالب، کوئی نیا فیض، اور میرے تھکے ہوئے لہجے میں پھر زندگی کی روشنی اتر آئے
گی۔

میں اردو ہوں۔

میں صرف زبان نہیں، صدیوں کی دھڑکن ہوں۔

اظہارِ تشکر

لفظ کبھی تنہا پیدا نہیں ہوتے۔ ہر لفظ کے پیچھے زمانوں کی سانسیں،
انسانوں کے خواب، تہذیبوں کی خوشبو، ماں کی لوری، درویش کی دعا، عاشق کی آہ
اور مفکر کی خاموشی شامل ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ جب اردو کی تاریخ، لغت اور
شاعری کے اس طویل سفر کو قلم بند کرنے کا ارادہ کیا گیا تو بار بار یہ احساس ابھرتا
رہا کہ یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ صدیوں کے اُن لوگوں کا قرض ہے جنہوں نے
اردو کو اپنے لہو، اپنے اشکوں، اپنی محبت اور اپنی عمر سے سینچا۔

سب سے پہلے اُس خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے جس نے انسان کو لفظ
عطا کیے، اظہار کی قوت دی، دل میں احساس رکھا اور زبان کو معنی کی روشنی بخشی۔

اگر لفظ نہ ہوتے تو نہ تاریخ لکھی جاتی، نہ شاعری جنم لیتی، نہ انسان اپنے دکھ اور خواب دوسروں تک پہنچا سکتا۔

اس کتاب کی بنیاد دراصل اُن بے شمار اہل علم، شعراء، ادبا، محققین، لغت نویسوں اور اساتذہ کی صدیوں پر پھیلی ہوئی محنت ہے جنہوں نے اردو کو صرف ایک بولی نہیں رہنے دیا بلکہ ایک مکمل تہذیب، ایک باقاعدہ علمی زبان اور ایک عظیم ادبی روایت میں بدل دیا۔ امیر خسرو سے لے کر ولی دکنی تک، میر سے غالب تک، سرسید سے اقبال تک، فیض سے پروین شاکر تک اور جدید دور کے ان گنت قلم کاروں تک ہر اُس شخص کا نام احترام سے لیا جانا چاہیے جس نے اردو کے چراغ میں اپنی سانسوں کا تیل ڈالا۔

خصوصی طور پر اُن لغت نویسوں کا ذکر ضروری ہے جنہوں نے خاموشی کے ساتھ برسوں کی محنت سے اردو کے الفاظ کو محفوظ کیا۔ ”فرہنگِ آصفیہ“، ”نور اللغات“، ”اردو لغت تاریخی اصول پر“ اور دیگر عظیم لغوی منصوبے صرف کتابیں نہیں بلکہ اردو کی یادداشت ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی زندگیاں تحقیق میں نہ گزار دیتے تو شاید اردو کا ایک بڑا خزانہ وقت کی گرد میں گم ہو جاتا۔ اُن گمنام محققین، کاتبوں، ناشرین اور کتاب داروں کو بھی یہ کتاب خراج عقیدت پیش کرتی ہے جنہوں نے نسلوں تک اردو کے علمی سرمائے کو سنبھالے رکھا۔

میں اُن اساتذہ اور اہل قلم کا بھی ممنون ہوں جن کی تحریروں، کتابوں، مضامین اور تحقیقی کاموں نے اس کتاب کے فکری سفر میں رہنمائی کی۔ اردو کی تاریخ اتنی وسیع ہے کہ کوئی ایک شخص اس کے تمام گوشوں کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس کتاب میں جہاں کہیں بھی کوئی روشنی دکھائی دیتی ہے، اس میں یقیناً اُن اہل علم کی محنت شامل ہے جنہوں نے اپنی عمریں تحقیق اور مطالعے میں صرف

کیں۔

اظہارِ تشکر اُن قارئین کے لیے بھی ہے جو آج کے شور زدہ زمانے میں اب بھی کتاب سے رشتہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دور تیزی، اختصار اور فوری تفریح کا دور ہے جہاں مطالعہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے، مگر اس کے باوجود اگر کوئی شخص اردو کی تاریخ، اس کی شاعری، اس کی لغت اور اس کی تہذیب کو سمجھنے کے لیے وقت نکالتا ہے تو وہ دراصل اردو کی بقا میں اپنا حصہ شامل کرتا ہے۔ زبانیں صرف لکھنے والوں سے زندہ نہیں رہتیں، انہیں پڑھنے والے بھی زندہ رکھتے ہیں۔

میں اُن ماؤں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بچوں کو پہلی لوری اردو میں سنائی، اُن بزرگوں کا جنہوں نے قصے اور حکایتیں اردو میں سنائیں، اُن استادوں کا جنہوں نے تختی پر پہلا حرف اردو میں لکھوایا، اُن شعرا کا جنہوں نے راتوں کی تنہائی میں اپنے آنسو غزلوں میں ڈھالے، اور اُن عام لوگوں کا جنہوں نے روزمرہ زندگی میں اردو کو بول کر اسے زندہ رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان کی اصل محافظ عوام ہوتے ہیں، نہ کہ صرف ادارے اور کتابیں۔

اس کتاب کے دوران ایک احساس بار بار دل میں ابھرتا رہا کہ اردو محض ماضی کی یادگار نہیں بلکہ ایک زندہ دریا ہے۔ اگرچہ اس کے دامن پر وقت کی گرد بھی جمی، سیاست کے زخم بھی لگے، بے توجہی کی دھوپ بھی پڑی اور جدیدیت کے طوفان بھی آئے، مگر اس کے باوجود اردو آج بھی سانس لے رہی ہے۔ یہ سانس اُن لوگوں کی وجہ سے قائم ہے جو اب بھی اردو سے محبت کرتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں، لکھتے ہیں، بولتے ہیں اور نئی نسل تک منتقل کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ دور میں اردو کو جن چیلنجز کا سامنا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ نئی نسل کی ترجیحات بدل رہی ہیں، زبانوں کے درمیان مقابلہ بڑھ رہا ہے، اور سوشل میڈیا نے اظہار کے انداز کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود امید باقی ہے۔ جب تک کسی بچے کے لبوں پر اردو کا پہلا لفظ آتا رہے گا، جب تک کوئی عاشق اردو میں محبت کا اظہار کرتا رہے گا، جب تک کوئی شاعر رات کے آخری پہر میں اردو کے لفظوں سے اپنا دل ہلکا کرتا رہے گا، تب تک اردو زندہ رہے گی۔ آخر میں، یہ کتاب اُن تمام لوگوں کے نام جو اردو سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کے نام جو اس زبان کو صرف ایک مضمون یا ذریعہ اظہار نہیں بلکہ اپنی تہذیب، اپنی شناخت اور اپنی روح کا حصہ سمجھتے ہیں۔

اگر اس کتاب کا کوئی ایک صفحہ بھی کسی قاری کے دل میں اردو کے لیے نئی محبت، نیا احترام یا نئے شعور کی شمع روشن کر دے تو یہی اس کا سب سے بڑا انعام ہوگا۔

اردو ہمیشہ زندہ رہے، اس کے لفظ ہمیشہ مہکتے رہیں، اس کی شاعری ہمیشہ دلوں میں اترتی رہے اور اس کی تہذیب آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتی رہے۔

یہی دعا ہے، یہی امید ہے۔

ہندوی، ریختہ، اردو